خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ و مدرسہ احیاء السنۃ کا ترجمان دینی علمی تبلیغی اصلاحی سلسلہ

جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ/ مارچ ۲۰۱۷ء

بیادگار: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ نظر: حلیم الامت مخدوم الملت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بانی وبفیضِ دعا: پیرِ طریقت عارفِ وقت حضرت اقدس شاہ ڈاکٹر عبد المقیم صاحب دامت برکاتہم

مدرسہ احیاء السنۃ و خانقاہِ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ
فاروقہ پوسٹ کوڈ ۴۰۱۰۰ ضلع سرگودھا

گرم بازاریِ عشق

اشکہائے خون سے جب چشم تَر کرتا ہوں میں
عشق کا بازار دِل میں گرم تَر کرتا ہوں میں

جب بتانِ حُسن سے صَرفِ نظر کرتا ہوں میں
درد کی لذت سے راہِ عشق سَر کرتا ہوں میں

کر کے خونِ آرزو خونِ جگر کرتا ہوں میں
اپنی آہوں کا اثر یوں تیز تَر کرتا ہوں میں

ہر قدم پر تاکہ حاصل ہو حیاتِ نو مجھے
ہر قدم پر زیرِ خنجر اپنا سَر کرتا ہوں میں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ علیہ

خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ و مدرسہ احیاء السنہ کا ترجمان اور دینی علمی تبلیغی اصلاحی سلسلہ

﴿ بیادگار ﴾

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ / مارچ ۲۰۱۷ء

﴿ بفیضانِ نظر ﴾

حکیم الامت مخدوم الملت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

(مہتمم جامعہ اشرف المدارس و خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی)

﴿ بانی و بفیضِ دعا ﴾

پیرِ طریقت عارفِ وقت حضرت اقدس شاہ ڈاکٹر عبد المقیم صاحب دامت برکاتہم

(مہتمم یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور)

﴿ سرپرست ﴾

فقیہِ وقت حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم

(مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا)

﴿ نگران ﴾

حضرت ابو حماد قاری محمد عبید اللہ ساجد صاحب مدظلہم

(مہتمم مدرسہ احیاء السنہ فاروقہ ضلع سرگودھا)

﴿ مدیر ﴾

محمد ارمغان ارمان

خط و کتابت و ترسیل کا پتہ

مدرسہ احیاء السنہ و خانقاہِ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ

فاروقہ پوسٹ کوڈ ۴۰۱۰۰ ضلع سرگودھا

0301/0335-6750208

E-mail: ehyaussunnah@gmail.com

Web: www.ehyaussunnah.blogspot.com

فہرست

اکابر عُلما و مشائخ کی رِحلت

مُدِیر کے قلم سے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ!

دَورِ قحط الرّجال و پُر فتن میں گزشتہ ماہ (ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق جنوری ۲۰۱۷ء) پے در پے اور یکے بعد دیگرے مِلّتِ اسلامیہ کے کئی اکابر عُلما و مشائخ دارُ الفناء سے دارُ البقاء کی طرف انتقال فرما گئیں۔ ایک غم و صدمہ سے ابھی ہم نکل نہیں پاتے تھے کہ دوسرا صدمہ پیش آ جاتا۔ آہ! کتنی برکتوں سے اُمّتِ مسلمہ محروم ہو گئی۔ سچ کہا گیا ہے کہ:

مَوۡتُ الۡعَالِمِ، مَوۡتُ الۡعَالَمِ.

"ایک سچے عالمِ دین کی موت گویا پورے جہان کی موت ہے"۔

لیکن یہاں تو رُخصت ہونے والے ایک' دو نہیں، متعدد اہلِ علم و اہلِ دِل حضرات ہیں' جو قرآن و حدیث کے ماہر، شریعت و طریقت کے جامع، سچے عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اسلاف کی یادگار، اکابر کی نسبتوں اور عُلوم و افکار کے امین، "اِذَا رُءُوۡا ذُکِرَ اللّٰہُ"[۱] (جن کو دیکھ کر خدا یاد آ جائے) کا مِصداق، حق گوئی و تصلّب فی الدّین میں بے مثال اور "لَا یَخَافُوۡنَ لَوۡمَۃَ لَآئِمٍ"[۲] (ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرنے والے) کا عملی نمونہ تھے۔ ایک تسلسل کے ساتھ تھوڑے دِنوں میں بہت سے اللہ والوں کا اُٹھ جانا کسی خطرے سے کم نہیں، اس میں ہمارے لیے پیغام اور غور و فِکر کا مقام ہے۔ ان کے چلے جانے سے پیدا ہونے والا خلا بھی اَب پُر ہونا بہت مشکل نظر آتا ہے۔ بقول اقبالؔ مرحوم؂

جو بادہ کش تھے پُرانے، وہ اُٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی!

۱؎ عن أسماء بنت يزيد رضي الله عنهما، رواه ابن ماجه، كذا في المشكاة المصابيح: ۳/۱۳۹۸ (۵۰۲۳)، كتاب الآداب، باب الحب في الله ومن الله، الفصل الثالث، وأنظر عن عبدالرحمن بن غنم رضي الله عنه، رواهما أحمد والبيهقي في شعب الأيمان، رقم الحديث: ۴۸۷۱، ط: المكتب الإسلامي بيروت۔

۲؎ المائدة: ۵۴۔

قُربِ قیامت میں ایسے ہی حالات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "نیک بخت و صالح لوگ یکے بعد دیگرے اس دُنیا سے گزرتے رہیں گے اور بَدکار و ناکارہ لوگ جَو یا کھجور کی بُھوسی کی طرح باقی رہ جائیں گے، جن کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پروا نہیں ہو گی"۔[۳]

اور ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اُٹھا لے گا کہ لوگوں (کے دِل و دماغ) سے اسے نکال لے، بلکہ علم کو اس طرح اُٹھائے گا کہ عُلما کو (اس دُنیا سے) اُٹھا لے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا' تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے، ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے؛ لہٰذا وہ خود بھی گم راہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گم راہ کریں گے"۔[۴]

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُمْ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ.[۵]

"اے اللہ! ہمیں ان کے اَجر سے محروم نہ فرما اور ان کے بعد کسی آزمائش میں نہ ڈال"۔

آج ہمارا حال یہ ہو گیا کہ دُنیائے بے ثبات سے جب کوئی اللہ والا رُخصت ہوتا ہے، تو ہم بلند کلمات اور بڑے القابات سے ان کو یاد کرتے ہیں، لیکن ان کی حیات میں ہم نہ اُن کے مرتبہ و مقام کو پہچانتے ہیں، نہ اُن کی قدر کرتے ہیں اور نہ اُن سے استفادہ کرتے ہیں، اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ۔ ہمیں اپنے اس رویّے کو بدلنا ہو گا، ورنہ بعد میں سوائے حسرت، ملال اور پچھتاوے کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

جی چاہتا ہے کہ ان اَنمول شخصیات میں سے اُن پر کچھ لکھوں جن سے کچھ نہ کچھ واسطہ رہا ہے، مگر صفحات کی کمی اس بات کی اجازت نہیں دیتی، اس لیے ذیل میں ان حضرات کے اَسمائے گرامی مع مختصر اَحوال لکھے جاتے ہیں۔ یاد رہے ہجری تاریخ میں بعد غروبِ آفتاب تاریخ و دِن بدل جاتا ہے، اس لیے جن کے متعلق باوُثوق ذرائع سے بعد مغرب وفات کی اطلاع ملی، وہاں احقر نے باعتبار ہجری تاریخ و دِن لکھا ہے اور بطورِ علامت ☆ ڈال دیا ہے، اور باقی جگہ باعتبار شمسی تاریخ و دِن لکھا ہے۔

---

۳ عن مرداس الأسلمي رضي اللّٰه عنه، رواه البخاري، كذا في المشكاة المصابيح: ۳/ ۱۴۷۳ (۵۳۶۲)، كتاب الرقاق، باب تغير الناس، الفصل الأول۔

۴ عن عبداللّٰه بن عمرو رضي اللّٰه عنهما، متفق عليه، كذا في المشكاة: ۱/ ۷۲ (۲۰۶)، كتاب العلم، الفصل الأول۔

۵ عن أبي هريرة رضي اللّٰه عنه، رواه أحمد وأبو داؤد والترمذي وابن ماجه، كذا في المشكاة: ۱/ ۵۲۷ (۱۶۷۵)، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الثاني۔

(۱) مُحدِّثِ عظیم استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ:... تلمیذِ رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی، وتربیت یافتہ عالمِ ربّانی حضرت مولانا ابو الحسن محمد مسلم جونپوری، وخلیفہ مُجاز محی السنّہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق ہر دوئی رحمہم اللہ تعالیٰ، واستاذ الحدیث و شیخِ ثانی دارُ العلوم دیوبند۔ مُتوَفّٰی: ۱/ ربیع الثانی ۱۴۳۸ھ مطابق ۳۰/ دسمبر ۲۰۱۶ء، ہفتہ ☆، مقام: دیوبند (انڈیا)۔

(۲) بقیۃ السلف استاذ الکل رئیس المُحدِّثین شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ تعالیٰ:... تلمیذِ رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی، وصحبت یافتہ مسیح الاُمّت حضرت مولانا مسیح اللہ خان جلال آبادی، وخلیفہ مُجاز شیخ المشائخ حضرت مولانا فقیر محمد پشاوری رحمہم اللہ تعالیٰ، وصدر وفاق المدارس العربیہ وصدر اتحاد تنظیمات مدارسِ دینیہ پاکستان، وبانی و مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی۔ مُتوَفّٰی: ۱۷/ ربیع الثانی مطابق ۱۵/ جنوری ۲۰۱۷ء، پیر ☆، مقام: کراچی۔

(۳) پیرِ طریقت حضرت مولانا عبد الحفیظ مکّی رحمہ اللہ تعالیٰ:... خلیفہ مُجاز وخادمِ خاص برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی، وخادم حضرت جی ثالث مولانا انعام الحسن کاندھلوی رحمہما اللہ تعالیٰ، وفاضل مظاہر العلوم سہارن پور، واَمیر مرکزیہ اِنٹر نیشنل ختمِ نبوّت مووومنٹ۔ مُتوَفّٰی: ۱۸/ ربیع الثانی مطابق ۱۶/ جنوری، منگل ☆، مقام: ڈربن (جنوبی افریقہ)، مدفون: جنت البقیع مدینہ منوّرہ۔

(۴) حضرت مولانا معین الاسلام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ:... خلیفہ مُجاز فقیہ الاُمّت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مُتوَفّٰی: ۱۸/ ربیع الثانی مطابق ۱۶/ جنوری، منگل ☆، مقام: اڑیسہ (انڈیا)۔

(۵) حضرت مولانا محمد یعقوب رحمہ اللہ تعالیٰ:... تلمیذِ رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مُتوَفّٰی: ۱۹/ ربیع الثانی مطابق ۱۸/ جنوری، بدھ، مقام: بلیک برن (برطانیہ)۔

(۶) مبلغِ اسلام حضرت مولانا عبد الہادی رحمہ اللہ تعالیٰ:... تلمیذِ رشید مُحدِّث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ، ورُکن مجلسِ شُوریٰ تبلیغی جماعت کراچی۔ مُتوَفّٰی: ۸/ ربیع الثانی مطابق ۷/ جنوری، ہفتہ، مقام: کراچی۔

(۷) استاذالحدیث حضرت مولانا یوسف کاوی رحمہ اللہ تعالیٰ:... استاذ جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل، (گجرات، انڈیا)۔

(۸) حضرت حاجی قاسم بھائی عمرجی رحمہ اللہ تعالیٰ:... مُرید شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوری رحمہ اللہ تعالیٰ، وخلیفہ مُجاز عارِف باللہ حضرت مولانا شاہ قمر الزمان الہ آبادی صاحب مدظلہ، و منتظم جامعہ حقانیہ کٹھور ضلع سُورت۔ مُتَوفّٰی: ۲۴ ربیع الثانی مطابق ۲۳ جنوری، پیر، مقام: کٹھور (گجرات، انڈیا)۔

(۹) استاذ الحفاظ حضرت مولانا قاری محمد انور رحمہ اللہ تعالیٰ:... استاذ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ۔ مُتَوفّٰی: ۱۸ ربیع الثانی مطابق ۱۷ جنوری، منگل، مقام: مدینہ منوّرہ۔

(۱۰) استاذ العلماء حضرت مولانا علی محمد رحمہ اللہ تعالیٰ:... تلمیذِ رشید شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مُتَوفّٰی: ۱۹ ربیع الثانی مطابق ۱۷ جنوری، بدھ ☆، مقام: منچن آباد (بہاول نگر، پنجاب)۔

(۱۱) مجاہد ختمِ نبوّت حضرت مولانا محمد اسلم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ:... تلمیذِ رشید مُحدّث العصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، و تلمیذ وعزیز و خلیفہ مُجاز حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہما اللہ تعالیٰ، واَمیر عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت گوجرہ۔ مُتَوفّٰی: ۱۸ ربیع الثانی مطابق ۱۶ جنوری، منگل ☆، مقام: گوجرہ۔

(۱۲) استاذ العلماء حضرت مولانا الٰہی بخش رحمہ اللہ تعالیٰ:... استاذ الحدیث جامعہ قاسم العلوم ملتان۔ مُتَوفّٰی: ۱۹ ربیع الثانی مطابق ۱۸ جنوری، بدھ، مقام: ملتان۔

(۱۳) حضرت مولانا قاری نذیر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ:... نائب امیر جمعیۃ عُلمائے اسلام (ف) لاہور۔ مُتَوفّٰی: ۱۲ ربیع الثانی مطابق ۱۱ جنوری، بُدھ، مقام: لاہور۔

ان کے علاوہ اور بھی نام ہیں، مگر اُن کے متعلق تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔ آہ! ان سطور کے لکھے جانے کے دوران ایک اور عالم با عمل کے انتقال کی خبر مل گئی، یعنی:

(۱۴) استاذ العلماء حضرت مولانا خدا بخش ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ:... تلمیذِ رشید خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، و خلیفہ مُجاز شیخ المشائخ حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ رحمہما اللہ تعالیٰ،

واستاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، وبانی دارُ العلوم الاسلامیہ ملتان۔ مُتوفِی:۵/ جمادی الاولیٰ مطابق ۳/ فروری، جمعۃ المبارک، مقام: ملتان۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ[6] اَللّٰهُمَّ اٰجِرْنَا فِيْ مُصِيْبَتِنَا، وَاخْلُفْ لَنَا خَيْرًا مِنْهَا.[7]
اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ، وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُمْ.[8] اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ، وَارْحَمْهُمْ، وَعَافِهِمْ
وَاعْفُ عَنْهُمْ، وَاَكْرِمْ نُزُلَهُمْ.[9]

اللہ تعالیٰ ان سب کی حسنات کو قبول اور سیئات کو معاف فرما کر جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پَس ماندگان وسوگواروں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہمارے جو اکابر باحیات ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور ہمیں ان کی صحیح معنوں میں قدر دانی اور بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

کچھ ایسے بھی اُٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے، مگر پا نہ سکو گے

احقر مجلّہ التربیت کے ذِمّہ داران کی جانب سے پس ماندگان اور سوگواروں کی خدمت میں دِلی تعزیت پیش کر کے دُعائے مغفرت وبلندیٔ درجات کرتا ہے، درحقیقت ہم خود بھی اس تعزیت کے مستحق ہیں کہ اپنے اکابر کے سائبانِ شفقت ومحبّت سے محروم ہو گئے۔ قارئین سے بھی مسنون طریقہ پر ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت وبلندیٔ درجات کی درخواست ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اعتذار: گزشتہ شمارے میں رسالہ کے آخری آٹھ صفحات پرنٹنگ والے سے سہواً پچھلے شمارے کے لگ گئے تھے جس سے قارئین کو کافی پریشانی ہوئی، اس پر اِدارہ معذرت خواہ ہے۔ اب وہ رَہ جانے والے مضامین اس تازہ شمارے میں ازسرِ نو شامل کردیے گئے ہیں۔ (مدیر)

---

[6] البقرة:۱۵۶۔

[7] عن أم سلمة رضي الله عنها، رواه مسلم، كذا في المشكاة:۱/۵۰۸ (۱۶۱۸)، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت، الفصل الأول۔

[8] أنظر المصدر في الصفحات السابقة۔

[9] عن عوف بن مالك رضي الله عنه، رواه مسلم، كذا في المشكاة:۱/۵۲۲ (۱۶۵۵)، كتاب الجنائز، باب المشي بالجنازة والصلاة عليها، الفصل الأول۔

انتخاب از: ’’خزائن القرآن‘‘

لطائف و معارف سُورۃ الفاتحہ

از اِفاداتِ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پس اِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں بندوں کی طرف سے اعلان ہے کہ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، لیکن اس معاملہ میں ہم کبھی کبھی نفس وشیطان سے ہار جاتے ہیں اور اپنی نالائقی اور کمینہ پن سے نفس وشیطان کی گود میں چلے جاتے ہیں؛ کبھی بازاروں میں نظر خراب کر لیتے ہیں، کبھی تنہائیوں میں دِل خراب کر لیتے ہیں، ہم آپ کی عبادت تو کرتے ہیں‘ لیکن ہماری عبادت ہر وقت علیٰ معرضِ الخسعر ہے۔ پس اَدائے بندگی کے لیے اور بندہ بن کر رہنے کے لیے آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ہماری عبادت آپ کی استعانت کی محتاج ہے، اگر آپ نے اعانت نہ کی‘ تو ہماری عبادت خاک میں مل جائے گی؛ نہ توفیق ہوگی، نہ قبول ہوگی۔

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس کو عبادت میں کمزوری اور سستی ہورہی ہو اور گناہ چھوڑنا مشکل ہو رہا ہو، وہ کثرت سے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پڑھتا رہے کہ اے خدا ہم آپ کے غلام تو ہیں مگر حقِ غلامی ادا نہیں کر پا رہے ہیں، اپنی رحمت سے اپنی مدد ہمارے شاملِ حال فرما دیجیے، ہماری عبادت (خواہ مثبت ہو یا منفی، یعنی نماز‘ روزہ ہو یا گناہوں کو چھوڑنا) آپ کی اعانت کی محتاج ہے۔ اس آیت کے وِرد کی برکت سے اِنۡ شَآءَ اللہ ہم روز بروز صالح ہوتے چلے جائیں گے۔

آگے سِکھا رہے ہیں کہ کہو: اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ بتلا دیجیے ہم کو راستہ سیدھا، ہدایت دیجیے ہم کو صراطِ مستقیم کی۔ اور ہدایت کے دو معنیٰ ہیں: اراءۃ الطریق راستہ دِکھا دینا اور دوسرے معنیٰ ہیں: ایصال الی المطلوب یعنی منزل تک پہنچا دینا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو راستہ دِکھا دیا کہ تمھاری منزل وہ ہے‘ یہ اراءۃ الطریق ہے، اور دوسرے یہ کہ کار میں بٹھا کر منزل تک پہنچا دیا یہ ایصال الی المطلوب ہے۔ تو اس ہدایت میں دونوں معنیٰ مراد ہیں، یعنی ہمیں راستہ بھی دِکھایے

اورمنزل تک یعنی اپنی ذات تک بھی پہنچاییے۔اور ہماری منزل کیا ہے؟ اللہ کو راضی کر لینا، اللہ کا خوش ہو جانا۔

مفسرین ومحدثین لکھتے ہیں کہ سیدھے راستے سے مراد ''توفیقِ امتثال اَوامر اور توفیق الانتہاء مناہی'' ہے یعنی اللہ ہمیں نیک عمل کی توفیق دے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق دے اور توفیق کے معنیٰ ہیں کہ بھلائی کے اسباب سامنے آ جائیں اور بھلائی کے راستے آسان ہو جائیں اور شر کے راستے مسدود ہو جائیں اور طاعات کی قدرت پیدا ہو جائے، اسی کا نام ''استقامت'' ہے۔جس کو صراطِ مستقیم مل گئی، دُنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں، کیوں کہ صراطِ مستقیم کا ایک سِرا زمین پر ہے اور دوسرا سِرا جنت میں ہے، لہٰذا جس کو اللہ نے سیدھے راستے پر ڈال دیا' تو سمجھ لو کہ وہ جنتی ہو گیا، جنت کے راستے کا نقطۂ آغاز اور پہلا قدم اس کا شروع ہو گیا۔

لیکن یہ صراطِ مستقیم کہاں ملے گی؟ سیدھے راستہ پر چلنا کب نصیب ہو گا؟ اگلی آیات میں صراطِ مستقیم کا پتہ بتا دیا: صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ یعنی راستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا۔اور انعام سے کیا مراد ہے؟ اور انعام یافتہ بندے کون ہیں؟ کیا وہ جو ڈیفنس میں رہتے ہیں! بڑے بڑے بنگلوں اور کاروں اور شراب کباب والے؟ ہرگز یہ مراد نہیں ہیں، پھر وہ منعم علیھم (انعام یافتہ) کون ہیں؟ اس کی تفصیل دوسری آیت میں فرماتے ہیں؛ قرآنِ پاک کی ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے، ارشاد فرماتے ہیں:

الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

(سورۃ النسآء، آیت: ٦٩)

یعنی وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین ہیں۔معلوم ہوا کہ جن لوگوں پر اللہ نے انعامِ نبوت، انعامِ صدیقیت، انعامِ شہادت، انعامِ صالحیت عطا فرمایا ان کی صحبت سے تمھیں صراطِ مستقیم ملے گی، سیدھے راستہ پر چلنا تمھیں تب نصیب ہو گا جب تم میرے خاص بندوں پیغمبر، صدیق، شہدا اور صالحین کو اپنا رفیق بناؤ گے، کیوں کہ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا یہ

بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری فرماتے تھے کہ یہ جملہ خبریہ تو ہے لیکن اس میں جملہ انشائیہ پوشیدہ ہے کہ ان کو اپنا ساتھی اور رفیق بنالو۔ جیسے ہم کہتے ہیں اور اپنے دوست کو خبر دیتے ہیں کہ آج ہمارے یہاں بہترین شامی کباب پکا ہے گرما گرم! تو اس جملہ خبریہ میں انشائیہ پوشیدہ ہوتا ہے کہ آؤ کھالو۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ خبر دینا کہ یہ بہت اچھے رفیق ہیں اس میں یہ انشاء ہے کہ ان کو اپنا رفیق بنالو۔ علامہ محمود نسفی نے تفسیرِ خازن میں لکھا ہے: حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا افعالِ تعجب میں سے ہے یعنی مَا اَحْسَنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا یہ کیا ہی پیارے رفیق ہیں، جو انشاء پر دلالت کرتا ہے۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب فرماتے تھے کہ اللہ والوں کو رفیق تو بناؤ لیکن حَسُنَ فرما کر اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ ان کے ساتھ تمھاری رفاقت حسین ہو، حُسنِ رفاقت ہو، اور وہ حُسن کیا ہے؟ وہ اتباع، محبت وعظمت اور اَدب ہے، اپنی رائے کو فنا کرنا اور ان کی مرضی پر چلنا، خالی جسم سے ساتھ مت رہو کہ ان کے دسترخوان پر اَنڈا اور مرنڈا اور پسندیدہ کباب کو مطلوب بنالو ورنہ جسم تو منافقین کا بھی ساتھ تھا لیکن دِل نبی کے ساتھ نہیں تھا لہٰذا محروم رہے۔ اس لیے دِل سے اہل اللہ کے ساتھ رہو، دِل سے ان سے محبت کرو، ان سے تقویٰ سیکھو، صراطِ مستقیم پا جاؤ گے۔ اسی کو بابا فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق
عمر بگذشت و نہ شد آگاہِ عشق

اللہ کی محبت کے راستہ میں جو کسی اللہ والے کو رفیق نہیں بنائے گا اس کی عمر گزر جائے گی مگر اللہ کی محبت نہیں پائے گا۔ میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بابا فرید عطار نے اس شعر میں لفظ رفیق قرآنِ پاک کی اسی آیت حَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیْقًا سے لیا ہے۔ اہل اللہ کا کلام قرآن وحدیث سے مقتبس ہوتا ہے مگر ہماری نظر نہیں جاتی۔ (جاری ہے)

(بقیہ صفحہ ۱۸) معاف کر دینے میں اور زیادہ فضیلت وارِد ہوئی ہے اس لیے بالکل معاف کر دینا بالکل بہتر ہے، بالخصوص جب کوئی شخص معذرت ومعافی چاہے۔

انتخاب از: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں دُنیا کی حقیقت'' مشکوٰۃ، کتاب الرقاق

حرام لذتوں کے پسِ پردہ دوزخ اور سختیوں کے پسِ پردہ جنت ہے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، اَمَّا بَعۡدُ!

ترجمہ: حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ''اللہ کی قسم! مَیں تمھارے فقر وافلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دُنیا تم پر کشادہ کی جائے جس طرح تم سے پہلے والوں پر کشادہ کی گئی تھی، پھر تم دُنیا کی محبت ورغبت میں گرفتار ہو جاؤ گے جس طرح تم سے پہلے والے گرفتار ہوئے تھے اور یہ دُنیا پھر تم کو ہلاک کردے گی جس طرح تم سے پہلے والوں کو ہلاک کیا تھا''۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: اس حدیث میں دُنیا کی کشادگی سے وہ وسعت مراد ہے جو ضرورت سے زائد ہو اور یہی حالت غفلت اور گم راہی کا سبب ہوتی ہے چوں کہ دُنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ جیسا کہ دوسری حدیث شریف میں مذکور ہے:

حُبُّ الدُّنۡیَا رَأۡسُ کُلِّ خَطِیۡٓئَۃٍ.

(شعب الایمان للبیھقی: ۷/۳۳۸، رقم: ۱۰۵۰۱)

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دُنیا کی فراوانی اور زیادتی سے اُمت پر گم راہی کا اندیشہ ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ نہیں ڈرتا مَیں اُمت پر فقر وافلاس سے مطلب یہ ہے کہ اس حالت میں اکثر سلامتی رہتی ہے۔ جو مفید ہے اُمت کو اور فقر سے مراد اس جگہ یہ ہے کہ تمام ضروریاتِ دین اور دُنیا کی موجود نہ ہوں یعنی کسی قدر تنگی و پریشانی سے گزر جاتی ہو البتہ زیادہ تنگی جو کفر تک پہنچادے وہ فقر یہاں مراد نہیں کیوں کہ اس فقر سے پناہ آئی ہے۔

کَادَ الۡفَقۡرُ اَنۡ یَّکُوۡنَ کُفۡرًا .

(شعب الایمان للبیھقی: ۵/۳۶۷، رقم ۶۶۱۲)

ترجمہ: شدید تنگ دستی کبھی ضعیف الایمان کو کفر تک پہنچا دینے کا سبب بن جاتی ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں، آمین۔ (مظاہر حق، ص ۶۷۸، ج ۴)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

لَا بَأْسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقَی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ

(مسند احمد: ٥/٤٣٥، رقم حدیث ٢٣٢٢٠)

مال داری اس شخص کو مضر نہیں جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ جو مال دار متقی نہیں ہیں انھیں کو مال نے آخرت سے غافل کر رکھا ہے اور نافرمانیوں میں اپنا مال بے دریغ صَرف کر رہے ہیں۔ (العیاذ باللّٰہ)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

دُنیا اور آخرت کی مثال اور راحت وچین کا مطلب

فرمایا کہ ہمارے حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دُنیا کی مثال آخرت کے ساتھ ایسی ہے جیسی پرندہ اور سایہ۔ آخرت پرندہ ہے اور دُنیا سایہ ہے، تم پرندہ کو پکڑ لو، سایہ خود بخود اس کے ساتھ چلا جائے گا، اور اگر سایہ کو پکڑو گے، تو نہ وہ قبضہ میں آوے گا نہ یہ۔

اس کا یہ مطلب نہیں کہ طالبِ آخرت کے پاس مال بہت آجاتا ہے، نہیں؛ بلکہ حق تعالیٰ اپنے چاہنے والوں کو راحت اور چین دیتے ہیں، اور ایسی راحت دیتے ہیں کہ بادشاہوں کو بھی نصیب نہیں ہوتی؛ چاہے اس کے پاس مال و دولت کچھ نہ ہو، مگر اطمینان اور انشراحِ قلب سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

(ملفوظاتِ کمالاتِ اشرفیہ: ۴۲)

حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

انتخاب از: ''پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتیں''

مسواک اور وُضو کی سنتیں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مسواک کی سنتیں:

(۱) ہر وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔

(۲) مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ داہنے ہاتھ کی چھنگلیا مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے اُوپری سرے کے نیچے رکھے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے۔

وُضو کی سنتیں:

وضو میں اٹھارہ سنتیں ہیں۔ ان کو ادا کرنے سے کامل طریقے سے وضو ہو جائے گا۔

(۱) وضو کی نیت کرنا۔ مثلاً یہ کہ مَیں نماز کے مُباح ہونے کے لیے وضو کرتا ہوں۔

(۲) بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر وضو کرنا۔ بعض روایات میں وضو کی بِسۡمِ اللّٰہِ اس طرح آئی ہے: بِسۡمِ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیۡنِ الۡاِسۡلَامِ ، اور بعض روایات میں اس طرح بھی ہے: بِسۡمِ اللّٰہِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ۔

اور وُضو کے دوران یہ دُعا پڑھنا مسنون ہے:

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذَنۡبِیۡ وَوَسِّعۡ لِیۡ فِیۡ دَارِیۡ وَبَارِكۡ لِیۡ فِیۡ رِزۡقِیۡ .

(۳) دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھونا۔

(۴) مسواک کرنا اگر مسواک نہ ہو تو اُنگلی سے دانتوں کو مَلنا۔

(۵) تین بار کُلّی کرنا۔ (ابوداؤد، جلد ۱، صفحہ ۱٤)

(٦) تین بار ناک میں پانی ڈالنا اور تین بار ناک چھنکنا۔

(۷) کُلّی اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا اگر روزہ نہ ہو۔

(۸) ہر عضو کو تین بار دھونا۔(بخاری، جلد ۱، صفحہ ۲۷، ۲۸)

(۹) چہرہ دھوتے وقت ڈاڑھی کا خلال کرنا۔(ابوداؤد، جلد ۱ صفحہ ۱۹)

فائدہ: ڈاڑھی میں خلال کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ تین بار چہرہ دھونے کے بعد ہتھیلی میں پانی لے کر ٹھوڑی کے پاس تالو میں ڈالے اور ڈاڑھی کا خلال کرے اور کہے: هٰكَذَا أَمَرَنِيْ رَبِّيْ۔

(۱۰) ہاتھوں اور پیروں کو دھوتے وقت اُنگلیوں کا خلال کرنا۔

(۱۱) ایک بار تمام سَر کا مسح کرنا۔

(۱۲) سَر کے مسح کے ساتھ کانوں کا مسح کرنا۔

(۱۳) اعضائے وضو کو مَل مَل کر دھونا۔

(۱۴) پے در پے وضو کرنا۔

(۱۵) ترتیب وار وضو کرنا۔

(۱۶) داہنی طرف سے پہلے دھونا۔

(۱۷) سَر کے اگلے حصے سے مسح شروع کرنا۔

(۱۸) گردن کا مسح کرنا۔ حلق کا مسح نہ کرے، یہ بدعت ہے۔

(۱۹) وضو کے بعد کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھ کر یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ .

(ترمذی، جلد ۱ صفحہ ۱۸)

ترجمہ: اے اللہ! تو مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں اور خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں شامل فرما۔

فائدہ: اس دُعا کے متعلق مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں مُلّا علی قاری نے فرمایا کہ وُضو ظاہری طہارت ہے۔ اس دُعا سے باطنی طہارت کی درخواست پیش کی گئی ہے کہ اوّل اختیاری تھی وہ ہم کر چکے ہیں اب آپ اپنی رحمت سے ہمارے باطن کو بھی پاک فرما دیجیے۔

(تیسری وآخری قسط)

حقوق الاسلام

حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

عام مسلمانوں کے حقوق:

اور دوسری احادیث میں یہ حقوق زیادہ ہیں:

(۳۱) ملاقات کے وقت اس کو سلام کرے، اور مصافحہ بھی کرے، تو اور بہتر ہے۔ (۳۲) اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہو جائے، تین روز سے زیادہ ترکِ کلام نہ کرے۔ (۳۳) اس پر بدگمانی نہ کرے۔ (۳۴) اس پر حسد و بغض نہ کرے۔ (۳۵) امر بالمعروف و نہی عن المنکر بقدر اِمکان کرے۔ (۳۶) چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے۔ (۳۷) دو مسلمانوں میں نزاع ہو جائے، اُن میں باہم صلاح کرادے۔ (۳۸) اس کی غیبت نہ کرے۔ (۳۹) اس کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچائے؛ نہ مال میں، نہ آبرو میں۔ (۴۰) اگر سواری پر سوار نہ ہو سکے، یا اس پر اسباب نہ لاد سکے، تو اس کو سہارا لگا دے۔ (۴۱) اس کو اُٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ (۴۲) تیسرے کو تنہا چھوڑ کر دو آدمی باتیں نہ کریں۔

اور یاد رکھنا چاہیے کہ جن لوگوں کے حقوق اُوپر مذکور ہو چکے ہیں، وہ حقوق خاص ہیں، اور ان حقوق عام میں وہ بھی شریک ہیں۔

ہمسایہ کے حقوق:

اور جن میں علاوہ اس کے اور بھی کوئی صفت ہو اس کے حقوق اور زائد ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ہمسایہ کہ اس کے حقوق یہ ہیں:

(۱) اس کے ساتھ احسان اور مراعات سے پیش آئے۔

(۲) اس کے اہل وعیال کی حفظ آبرو کرے۔

(۳) وقتاً فوقتاً اس کے گھر ہدیہ وغیرہ بھیجتا رہے، بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے۔

(۴) اس کو تکلیف نہ دے اور خفیف خفیف اُمور میں اس سے نہ اُلجھے۔ اس کی رفع تکلیف

کے واسطے شریعت نے اس کے لیے حق شفعہ ثابت کیا ہے۔

علما نے کہا ہے کہ جیسے حضر ہمسایہ ہوتا ہے اس طرح سفر میں، یعنی رفیقِ سفر جو گھر سے ساتھ ہوا ہو یا راہ میں اتفاقاً اس کی معیت ہوگئی ہو۔ حدیث میں ایک کو جار مقام دوسرے کو جار بادیہ فرمایا ہے۔ اس کا حق بھی مثل ہمسایہ کے ہے اس کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے۔ بعض لوگ سفر ریل میں مسافروں کے ساتھ بہت کشمکش کرتے ہیں، یہ بہت بُری بات ہے۔

یتیموں، ضعیفوں کے حقوق:

اسی طرح جو دوسروں کا دست نگر ہو، جیسے یتیم و بیوہ یا عاجز وضعیف یا مسکین و بیمار ومعذور یا مسافر یا سائل، ان لوگوں کے یہ حقوق زائد ہیں:

(۱) ان لوگوں کی مالی خدمت کرنا۔ (۲) ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کر دینا۔

(۳) ان لوگوں کی دِل جوئی وتسلی کرنا۔ (۴) ان کے حاجت وسوال کو رَدّ نہ کرنا۔

مہمان کے حقوق:

اسی طرح مہمان کہ اس کے یہ حقوق ہیں:

(۱) آمد کے وقت بشاشت ظاہر کرنا، جانے کے وقت کم از کم دروازہ تک مشایعت کرنا۔

(۲) اس کی معمولات وضروریات کا انتظام کہ جس سے ان کو راحت پہنچے۔

(۳) تواضع وتکریم ومدارات کے ساتھ پیش آنا۔ بلکہ اپنے ہاتھ سے اس کی خدمت کرنا۔

(۴) کم از کم ایک روز اس کے لیے کھانے میں کسی قدر متوسط درجہ کا تکلف کرنا مگر اتنا ہی کہ جس میں نہ اپنے کو تردّد ہو نہ اس کو حجاب ہو۔ اور کم از کم تین روز تک اس کی مہمان داری کرنا۔ اتنا تو اس کا ضروری حق ہے۔ اس کے بعد جس قدر وہ ٹھہرے میزبان کی طرف سے احسان ہے مگر خود مہمان کو مناسب ہے کہ اس کو تنگ نہ کرے۔ نہ زیادہ ٹھہر کر، نہ بے جا فرمائش کر کے، نہ اس کی تجویز طعام ونشست وخدمت وغیرہ میں دَخل دے۔

دوستوں کے حقوق:

اسی طرح جس سے خصوصیت کے ساتھ دوستی ہو قرآن مجید میں اس کو اقارب ومحارم کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ اس کے یہ آداب وحقوق ہیں:

(۱) جس سے دوستی کرنا ہو اوّل اس کے عقائد واعمال ومعاملات واخلاق خوب دیکھ بھال لے۔ اگر سب اُمور میں اس کو مستقیم وصالح پائے اس سے دوستی کرے ورنہ دُور رہے۔ صحبتِ بَد سے بچنے کی بہت تاکید آئی ہے اور مشاہدہ سے بھی اس کا ضَرر محسوس ہوتا ہے۔ جب کوئی ایسا ہم جنس ہم مشرب میسر ہو اس سے دوستی کا مضائقہ نہیں۔ بلکہ دُنیا میں سب سے بڑھ کر راحت کی چیز دوستی ہے۔

(۲) اپنی جان ومال سے کبھی اس کے ساتھ دریغ نہ کرے۔

(۳) کوئی اَمر خلافِ مزاج اس سے پیش آجائے اس سے چشم پوشی کرے۔ اگر اتفاقاً شکر رنجی ہو جائے فوراً صفائی کر لے اس کو طول نہ دے۔ دوستوں کی شکایت حکایت کبھی لطف سے خالی نہیں مگر اس کو لے کر نہ بیٹھ جائے۔

(۴) اس کی خیرخواہی میں کسی طرح کوتاہی نہ کرے۔ نیک مشورہ سے کبھی دریغ نہ کرے۔ اس کے مشورہ کو نیک نیتی سے سنے۔ اور اگر قابلِ عمل ہو قبول کرے۔

اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان میں جس طرح متبنّٰی بنانے کی رسم ہے کہ اس کو بالکل تمام احکام میں مثل اولاد کے سمجھتے ہیں، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ اثر تبنیت کا دوستی کے اثر سے زائد نہیں۔ چوُں کہ اس کے ساتھ قصداً خصوصیت پیدا کی ہے اس لیے دوستی کے ضابطہ میں اس کو داخل کر سکتے ہیں۔ باقی میراث وغیرہ اس کو کچھ نہیں مل سکتی، کیوں کہ میراث اضطراری اَمر ہے، اختیاری نہیں کہ جس کو چاہا میراث دِلوادی، جس کو چاہا محروم کر دیا۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں جو رسم عاق کرنے کی ہے یعنی کسی اولاد کی نسبت کہہ مَرتے ہیں کہ اس کی میراث نہ دی جائے۔ شرعاً محض باطل ہے جیسا اُوپر معلوم ہوا کہ میراث اضطراری اَمر ہے اختیاری نہیں۔

غیر مسلموں کے حقوق:

جس طرح مشارکتِ قرابت یا اسلام سے بہت سے حقوق ثابت ہوتے ہیں، بعضے حقوق محض مشارکتِ نوعی کی وجہ سے ثابت ہو جاتے ہیں۔ یعنی صرف آدمی ہونے کی وجہ سے ان کی رعایت واجب ہوتی ہے۔ گو مسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں:

(۱) بے گناہ کسی کو جانی یا مالی تکلیف نہ دیں۔

(۲) بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بد زبانی نہ کرے۔

(۳) اگر کسی مصیبت، فاقہ ومَرض میں مبتلا دیکھے اس کی مدد کرے، کھانا، پانی دے دے، علاج معالجہ کردے۔

(۴) جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے۔ اس میں بھی ظلم وزیادتی نہ کرے۔ اس کو تَرساوے نہیں۔

جانوروں کے حقوق:

اسی طرح مشارکتِ جنسی سے بھی ان کی رعایت لازم ہے۔ وہ یہ ہیں:

(۱) جس جانور سے کوئی معتدبہ غرض متعلق نہ ہو اس کو قید نہ کرے۔ بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا۔ بڑی بے رحمی ہے۔

(۲) جانور قابلِ انتفاع ہیں ان کو بھی محض مشغلے کے طور پر قتل نہ کرے۔ اس میں شکاری لوگ بہت مبتلا ہیں۔

(۳) جو جانور اپنے کام میں ہیں ان کی خوردونوش وراحت رسانی وخدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔ اُن کی قوت سے زیادہ اُن سے کام نہ لے۔ ان کو حد سے زیادہ نہ مارے۔

(۴) جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تیز اَوزار سے جلدی کام تمام کردے۔ اس کو تڑپائے نہیں، بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

خود اپنے پر عائد کردہ حقوق:

یہ حقوق مذکورہ تو وہ تھے جو اِبتداً اس کے ذِمّہ لازم ہیں۔ اور بعضے حقوق وہ ہیں جو انسان خود اپنے اختیار سے اپنے ذِمّہ کرلیتا ہے۔ ان میں بعض حقوق اللہ تعالیٰ کے ہیں اور وہ تین قسم ہیں:

قسم اوّل: وہ حق جس کا سبب طاعت ہے وہ نذر ہے۔ سو اگر عبادتِ مقصودہ کی نذر ہو تو اس کا اِیفا فرض وواجب ہے۔ اور اگر عبادتِ غیر مقصودہ کی ہو تو اِیفا مستحب ہے۔ اور اگر مباح کے ہو لغو ہے۔ اگر معصیت کے ہو اِیفا حرام ہے اور غیر اللہ کی نذر ماننا قریب شرک کے ہے۔

قسم دوم: جس کا سبب اَمر مباح ہے۔ جیسا کہ کفارۂ یمین مباح اور قضائے رمضان مسافر ومریض کے لیے یہ حقوق واجب الادا ہیں۔

قسم سوم: جس کا سبب معصیت ہے۔ جیسے حدود اور کفارات جو بلا عذر شرعی روزہ افطار کرنے سے یا قتلِ خطا یا ظہار سے واجب ہوتے ہوں۔ یہ حقوق بھی واجب الادا ہیں۔

اور جن حقوق کا سبب اختیاری ہے بعض ان میں حقوق العباد ہیں وہ بھی مثل تقسیم مذکور تین قسم ہیں:

قسم اوّل: جس کا سبب اطاعت ہو وہ وعدہ کا پورا کرنا ہے یہ ضروری ہے اس میں کوتاہی کرنا علامتِ نفاق کی فرمائی گئی۔

قسم دوم: جس کا سبب امر مباح ہو وہ دین ہے اور جو مثل دین کے ہو جس طرح بیع کا تسلیم کرنا اور منکوحہ کا اپنے نفس کو سپرد کرنا اور شفیع کو جائداد مطلوبہ دے دینا، قیمت ادا کرنا، مہر ادا کرنا، مزدور کی مزدوری دینا، عاریت اور امانت واپس کرنا یہ سب واجب ہیں۔

قسم سوم: جس کا سبب معصیت ہو جیسے کسی کو قتل کر دینا کسی کا مال چھین لینا یا چُرا لینا یا خیانت کرنا یا کسی آبروریزی کرنا سخت زبانی سے یا غیبت سے ان اُمور کا تدارک اور معاف کرانا فرض ہے ورنہ آخرت میں اس کے بدلہ عبادت دینی ہوگی یا سزا جھیلنی پڑے گی۔

خاتمہ:

جو حقوق ان کے ذِمّہ ہیں اگر وہ حقوق اللہ ہیں سو اگر عبادت سے ہیں تو ان کو ادا کرے۔ مثلاً اس کے ذِمّہ نمازیں یا کچھ روزے یا زکوٰۃ وغیرہ رہ گئی ہو ان کو حساب کر کے پورا کرے۔ اور یہ صورت عدم گنجائش وقت یا مال ان کے ادا کرنے کا ارادہ دِل میں رکھے۔ جب وسعت ہو اس وقت کوتاہی نہ کرے۔ اور اگر معاصی میں سے ہیں اُن سے توبۂ صادق کرے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی سب معاف ہو جائے گا۔ اور اگر وہ حقوق العباد ہیں جو ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے معاف کرائے۔ مثلاً قرض یا خیانت وغیرہ اور جو صرف یا معاف کرانے کے قابل ہوں ان کو فقط معاف کرالے، مثلاً غیبت وغیرہ اور اگر کسی وجہ سے اہلِ حقوق سے نہ معاف کرا سکتا ہے۔ نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کے لیے ہمیشہ استغفار کرتا رہے۔ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو رضامند کر کے معاف کرا دیں مگر جب قدرت اِیفا یا استغفار کی ہو اس وقت اس میں دریغ نہ کرے اور جو حقوق خود اَوروں کے ذِمّہ رہ گئے ہوں۔ جن سے اُمید وصول کی ہو بہ نرمی اُن سے وصول کرے اور جن سے اُمید نہ ہو یا وہ قابلِ وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگر قیامت میں ان کے عوض حسنات ملنے کی توقع ہے، مگر (باقی صفحہ ۹ پر)

(قسط نمبر:۲)

آداب المعاشرت

حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

ادب ۲۰... کسی کا خط جس کے تم مکتوب الیہ نہ ہو مت دیکھو، نہ حاضرانہ جیسے بعضے آدمی لکھتے ہیں۔ دیکھتے جاتے ہیں۔ اور نہ غائبانہ۔

ادب ۲۱... اسی طرح کسی کے سامنے کاغذات رکھے ہوں، ان کو اُٹھا کر مت دیکھو، شاید وہ شخص کسی کاغذ کو تم سے پوشیدہ کرنا چاہتا ہے، گو وہ چُھپا ہوا کیوں نہ ہو، کیوں کہ بعض دفعہ وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ اس کاغذ کا اس شخص کے پاس ہونا تم کو معلوم ہو۔

ادب ۲۲... جو شخص کھانے کے لیے جارہا ہو یا بُلایا گیا ہو اس کے ساتھ اس مقام تک مت جاؤ۔ کیوں کہ صاحبِ خانہ شرما کر کھانے کی تواضع کرتا ہے، اور دِل اندر سے نہیں چاہتا اور بعضے جلدی قبول کر لیتے ہیں تو صاحبِ خانہ کی بِلا رضا کھانا کھایا اور اگر قبول نہ کیا ہو تو صاحبِ خانہ کی سبکی ہے۔ پھر خود صاحبِ خانہ کا اوّل وہلہ میں تردّد یہ بھی مستقل ایذا ہے۔

ادب ۲۳... جب کسی شخص سے کوئی حاجت پیش کرنا ہو، جس کو پہلے بھی ذکر کر چکا ہو تو دوبارہ پیش کرنے کے وقت بھی پوری بات کہنا چاہیے قرائن پر یا پہلی بات کے بھروسہ پر ناتمام بات نہ کہے۔ ممکن ہے مخاطب کو پہلی بات یاد نہ رہی ہو، اور غلط سمجھ جائے یا نہ سمجھنے سے پریشان ہو۔

ادب ۲۴... بعضے آدمی پیچھے بیٹھ کر کھنکارا کرتے ہیں تاکہ کھنکارنے کی آواز سن کر یہ شخص ہم کو دیکھے اور پھر ہم سے بات کرے، سو اس حرکت سے سخت اذیت ہوتی ہے اس سے تو یہی بہتر ہے کہ سامنے آبیٹھے، اور جو کچھ کہنا ہو کہہ دے، اور مشغول آدمی کے ساتھ یہ بھی جب کرے کہ سخت ضرورت ہو، ورنہ بہتر یہی ہے کہ اس کے فارغ ہونے تک ایسی جگہ بیٹھ جائے کہ اس کو اس کے آنے کی اطلاع بھی نہ ہو ورنہ اس سے بھی اِحیاناً پریشان ہو جاتا ہے۔ پھر جب یہ فارغ ہو جائے پاس آبیٹھے اور جو کچھ کہنا ہو کہہ سُن لے۔

ادب ۲۵... جو آدمی تیزی کے ساتھ جارہا ہو راستہ میں اس کو مصافحہ کے لیے مت روکو، کہ

شاید اس کا کوئی حرج ہو، اسی طرح اس کو ایسے وقت میں کھڑا کر کے بات مت کرو۔

ادب ۲۶... بعضے آدمی مجلس میں پہنچ کر سب سے الگ الگ مصافحہ کرتے ہیں۔ اگرچہ سب سے تعارف نہ ہو اس میں بہت وقت صَرف ہوتا ہے اور فراغ تک تمام مجلس مشغول اور پریشان رہتی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ جس کے پاس قصد کر کے آئے ہو۔ اس کے مصافحہ پر کفایت کرو۔ البتہ اگر دوسروں سے بھی تعارف ہو تو مضائقہ نہیں۔

ادب ۲۷... اگر کہیں جائے اور صاحبِ خانہ سے کچھ حاجت یا فرمائش کرنا ہو۔ مثلاً کسی بزرگ سے کوئی تبرک لینا ہو تو ایسے وقت میں اس کو ظاہر کر دو اور درخواست کرو کہ اس شخص کو اس کے پورا کرنے کا وقت بھی ملے۔ بعضے آدمی عین رُخصت ہونے کے وقت فرمائش کرتے ہیں تو اس میں صاحبِ خانہ کو بہت تنگی پیش آتی ہے۔ وقت تو محدود ہوتا ہے کیوں کہ مہمان جانے پر تیار ہے اور ممکن ہے کہ اس محدود وقت کے اندر اس کو مہلت نہ ہو، کسی کام میں مشغول ہو پس نہ تو اس کے کام کا حرج گُوارا ہے نہ اس درخواست کا رَدّ کرنا گوارا ہے تو اس سے بہت تنگی پیش آتی ہے۔ تو ایسا کام کرنا جس سے دوسرے شخص کو تنگی ہو رَوا نہیں۔ اور تبرک مانگنے میں اس کا بھی لحاظ رکھو کہ وہ چیز ان بزرگ سے بالکل زائد ہو۔ ورنہ سہل یہ ہے کہ چیز اپنے پاس سے یہ کہہ کر ان کو دے دو کہ آپ اس کا استعمال کر کے ہم کو دیجیے۔

ادب ۲۸... بعضے آدمی تھوڑی بات پُکار کر کہتے ہیں اور تھوڑی بات بالکل آہستہ کہ بالکل سنائی نہ دے۔ یا ناتمام سنائی دے اور دونوں صورتوں میں ممکن ہے کہ سامع کو غلط فہمی یا تردّد واُلجھن ہو اور دونوں کا نتیجہ ناگُوار ہے، بات کے ہر جُز کو بہت صاف کہنا چاہیے۔

ادب ۲۹... بات کو اچھی طرح توجّہ سے سننا چاہیے۔ اور اگر کچھ شُبہ رہے تو متکلّم سے فوراً دوبارہ تحقیق کرنا چاہیے بے سمجھے محض اجتہاد سے عمل نہ کرے، بعض اوقات غلط فہمی کے ساتھ عمل کرنے سے متکلّم کو اذیت ہوتی ہے۔

ادب ۳۰... اگر کوئی اپنا مطاع کوئی کام بتلائے تو اس کو پورا کر کے ضرور اطلاع دینا چاہیے۔ اکثر اوقات وہ انتظار میں رہتا ہے۔

ادب ۳۱... کہیں مہمان جائے تو وہاں کے انتظامات میں مہمان ہونے کی حیثیت سے ہرگز

دَخل نہ دے البتہ اگر میزبان کوئی خاص انتظام اس کے سُپرد کر دے تو اس کے اہتمام کا مضائقہ نہیں۔

ادب ۳۲... جب اپنے سے بڑے کے ساتھ ہو بدون اس کی اجازت کے مستقل کوئی کام نہ کرنا چاہیے۔

ادب ۳۳... ایک نووارد شخص سے پوچھا گیا کہ تم کب جاؤ گے؟ اس نے جواب دیا جب حکم ہو۔ اس پر تعلیم کی گئی کہ یہ مہمل جواب ہے۔ مجھ کو کیا خبر کہ تمھاری کیا حالت ہے، کیا مصلحت ہے۔ کس قدر گنجائش وقت میں ہے۔ یوں چاہیے کہ جواب میں اپنے ارادہ سے اطلاع دے۔ اور اگر ایسا ہی ادب واطاعت و تفویض کا غلبہ ہے تو بعد اطلاع ارادہ کے اتنا اور کہہ دے کہ میرا ارادہ تو اس طرح ہے۔ آگے جس طرح حکم ہو۔ غرض ایسا جواب مت دو کہ پوچھنے والے پر بار پڑے۔

ادب ۳۴... ایک طالب علم نے کسی کے لیے تعویذ دردِ زہ مانگا، اس کو تعلیم کیا گیا کہ طالب علم کو دوسروں کے حوائجِ دُنیویہ پیش نہ کرنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص اس سے ایسی فرمائش کرے تو عذر کر دے کہ ہم کو اس سے معاف کرو، خلافِ ادب ہے۔

ادب ۳۵... ایک طالب علم مہمان آئے جو پہلے بھی آئے تھے اور دوسری جگہ ٹھہرے تھے اور اب کی بار یہاں ٹھہرنے کے قصد سے آئے مگر ظاہر نہیں کیا کہ اس دفعہ تمھارے پاس ٹھہرا ہوں۔ اس لیے کھانا نہیں بھیجا گیا۔ بعد میں پوچھنے سے معلوم ہوا کہ کھانا منگایا گیا۔ اور ان کی فہمائش کی کہ ایسی حالت میں از خود ظاہر کر دینا چاہیے تھے۔ کیوں کہ بے کہے کیسے معلوم ہوا، اور بوجہ اس کے کہ پہلے اور جگہ قیام کیا تھا۔ کیسے احتمال ہو کہ خود ہی پوچھ لیا جائے۔

ادب ۳۶... مہمان را با فضولے چہ کار، ایک مہمان نے دوسرے مہمان سے کہا تھا کہ کھانا تیار ہے۔

ادب ۳۷... ایک مہمان صاحب نے میزبان کے خادم سے پانی یہ کہہ کر مانگا کہ پانی لاؤ۔ فرمایا کہ تحکم کا لہجہ ہرگز نہیں چاہیے۔ یہ بد اخلاقی ہے۔ یوں کہنا چاہیے کہ تھوڑا پانی دیجیے گا۔

ادب ۳۸... ہدیہ کے آداب میں یہ ہے کہ اگر کچھ درخواست کرنی ہو تو ہدیہ نہ دے۔ اس میں مہدی الیہ کو یا تو مجبور ہونا پڑتا ہے یا ذلیل۔ اسی طرح ہدیہ سفر میں بعض اتنی مقدار میں دیتے ہیں کہ لے جانا زحمت ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا شوق ہو مقامِ قیام پر پارسل کے ذریعے سے بھیج دے۔ (جاری ہے)

(قسط نمبر:۲)

جزاء الاعمال

حکیم الامت مجدد الملت حضرت اقدس مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

فصل نمبر۳:

ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو خدائے تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو سمجھ سکتا ہے کسی شخص نے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی، اُنھوں نے فرمایا۔

اِذَا کُنْتَ قَدْ وَحَشَتْكَ الذُّنُوْبُ
فَدَعْ اِذَا شِئْتَ وَاسْتَأْنِسْ[۲]

فصل نمبر۴:

ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت کرنے سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے خصوص نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھ کر دِل نہیں لگتا اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دُوری اور ان کی برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھ سے کبھی معصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بی بی اور جانور کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ پوری طرح مطیع نہیں رہتے۔

فصل نمبر۵:

ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو اکثر کاروائیوں میں دُشواری پیش آتی ہے جیسے تقویٰ[۳] کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں، ایسے ہی ترکِ تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

فصل نمبر۶:

ایک نقصان یہ ہے کہ قلب میں ایک تاریکی سی معلوم ہوتی ہے، ذرا بھی دِل میں غور کیا

۲؎ یعنی جب وحشت میں ڈالے تجھ کو گناہ سو تجھ کو جب رفع وحشت منظور ہو گناہ کو چھوڑ اور انس حاصل کر لے۔ ۱۲ منہ

۳؎ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا۔ ۱۲ منہ

جاوے تو یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے۔ اس ظلمت کی قوّت سے ایک حیرت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے بِدعت وضلالت وجہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرہ پر ہر شخص کو یہ سیاہی نظر آنے لگتی ہے، فاسق کیسا ہی حسین وجمیل ہو مگر اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق، قلب میں نُور، رزق میں وسعت، بدن میں قوّت، لوگوں کے قلوب میں محبّت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی، قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سُستی، رزق میں تنگی، لوگوں کے دِلوں میں بُغض ہوتا ہے۔

فصل نمبر ۷:

ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے دِل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے، دِل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ اُمورِ خیر کی ہِمّت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود ہو جاتی ہے، رہ گئی بدن کی کمزوری، سو بدن تو قلب کے تابع ہے۔ جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا، دیکھو تو کفارِ فارس ورُوم کیسے قَوِی الجثّہ تھے، مگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے۔

فصل نمبر ۸:

ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے، آج ایک طاعت گئی، کل دوسری چُھوٹ گئی، پرسوں تیسری رہ گئی، یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مَرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے محروم کر دیا۔

فصل نمبر ۹:

ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور اس کی برکت ٹلتی ہے کیوں کہ (بِر) نیکی سے عمر بڑھ جانا حدیثِ صحیح سے ثابت ہے تو فجور سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجیے اور یہ شُبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے وہ کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے کیوں کہ عمر کی کیا تخصیص ہے یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں۔ اَمیری اور غریبی، صحت ومَرض سب میں یہی شُبہ ہو سکتا ہے، مگر پھر بھی ان اُمور کو اسباب کے

ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیے۔

فصل نمبر ۱۰:

ایک نقصان یہ ہے کہ معصیتِ اوّل، دوسری معصیت کا سبب ہو جاتی ہے وہ تیسری کا، اسی طرح شدہ شدہ معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے، یہاں تک کہ عاصی گناہوں میں گھر جاتا ہے، دوسرے یہ کہ کرتے کرتے اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ چھوڑنا دُشوار ہوتا ہے پھر اس کو اسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر اس کم بخت میں لُطف ولذّت بھی نہیں رہتی۔

فصل نمبر ۱۱:

ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں رہتی، اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔

فصل نمبر ۱۲:

ایک نقصان یہ ہے کہ چند روز میں اس معصیت کی بُرائی دِل سے نکل جاتی ہے اس کو بُرا نہیں سمجھتا، نہ اس بات کی پرواہوتی ہے کہ کوئی دیکھ لے گا بلکہ خود تفاخراً اس کا ذکر کرتا ہے۔ ایسا شخص معافی سے دُور ہوتا جاتا ہے، جیسا ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کل امتی معافی الا المجاھرین وان من الاجھار ان یستر اللہ علی العبد ثم یصبح یفضح نفسہ ویقول یا فلان عملت یوم کذا وکذا وکذا فتھتك نفسہ وقد بات یسرّہ ربہ. خلاصہ مطلب کا یہ ہے کہ سب کے لیے معافی کی اُمید ہے مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توستّاری فرمائی تھی مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فُلانے! ہم نے فُلاں فُلاں دِن فُلاں فُلاں کام کیا تھا۔ خود اپنی پَردہ دری کی، حالانکہ خدا تعالیٰ نے چُھپالیا تھا، اور کبھی گناہ کی بُرائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اسی واسطے بزرگ کا قول ہے کہ تم تو گناہوں سے ڈرتے ہو اور مجھے کفر کا خوف ہے۔ (جاری ہے)

جگہ جی لگانے کی دُنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

(قسط نمبر:۲)

خوفِ خدا اور فکرِ آخرت پیدا کرنے والی قرآنی سورتیں، آیتیں اور مسنون دُعائیں

محمد ارمغان ارمان

میرے پیارے شیخ و مُرشد حضرت والا مُجدّدِ زمانہ نوّر اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ ''اللہ سے ایسا تعلق ہو جائے کہ اپنے مولیٰ کو ناراض کرنے سے موت بہتر سمجھے، دوزخ کی تکلیف سے زیادہ اپنے مالک کو ناخوش کرنا سمجھتا ہو، کیوں کہ حدیث سے اس کا اِستدلال ہوتا ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ رِضَاكَ وَالْجَنَّةَ، وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَالنَّارِ ''.[۱۲]

کیوں کہ رضائے مولیٰ جنّت سے اور ناراضگیٔ مولیٰ جہنّم سے مقدّم ہے۔ یہ مضمون حضرت والا مُرشدی اکثر و بیشتر بیان فرمایا کرتے تھے کہ اس درجہ کا حُصول وِلایت میں ''صِدّیقیت'' کا اعلیٰ مقام ہے۔ چُناں چہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ ہر سیکنڈ اپنے قلب و جاں کو اس طرح سے چِپکا کے رکھو کہ سارا عالَم، وزارتِ عظمیٰ، سلاطین کے تخت و تاج، حسینوں کا نمک اور ایک اعشاریہ حُسن بھی آپ کو الگ نہ کر سکے، اللہ سے اسی چِپکنے اور چمٹنے کا نام ''ولایتِ صِدّیقیت'' ہے، یہ تعریف میرے قلب کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔[۱۳]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خوفِ خدا اَور رونے کی کیفیت:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ خوف و خشیّتِ الٰہی کا غلبہ رہتا تھا، احوالِ قیامت و فکرِ آخرت سے مغموم اور دینِ اسلام اور اُمّت کے لیے متفکر، غمگین اور رَنجیدہ رہا کرتے تھے۔ اسی طرح تیز آندھی ہو یا کالے بادل، سورج گرہن ہو یا چاند گرہن، قیامت و جہنّم وغیرہ کا منظر پیش کرتی آیاتِ قُرآنیہ ہوں یا عذاب و عتاب والی جگہ سے گزر ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر خوف و خشیّتِ الٰہی کے آثار اور پریشانی واضح دِکھائی دیتی تھی اور خوب گریہ وزاری کرتے تھے۔

اسی لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ''قسم ہے اس ذات کی، جس

---

۱۲ تفسیر اللباب لابن عادل: ۵۱۹/۱۷، تحت سورۃ الفتح: ۲۹، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

۱۳ آفتابِ نسبت مع اللہ: ۱۴۱، ط: کتب خانہ مظہری کراچی۔

کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم اس چیز کو جان لو، جس کو مَیں جانتا ہوں، تو یقیناً تمھارا رونا زیادہ اور ہنسنا کم ہو جائے"۔[۱۴] کیوں کہ آپ کو معرفتِ کاملہ حاصل تھی۔ چُناں چہ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خبر دار! مَیں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں، اور تم سے زیادہ تقویٰ اختیار کرتا ہوں"۔[۱۵]

حضرت صفوان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (خوفِ خدا اور عذابِ الٰہی سے ڈر کر) "آہ، آہ" فرماتے تھے، اور فرماتے تھے کہ "آہ! اللہ کے عذاب سے۔ آہ! قبل اس سے کہ آہ کرنا نفع نہ پہنچائے"۔[۱۶]

وقفہ وقفہ سے آہ کی آواز
آتشِ غم کی ترجمانی ہے

تمام مخلوقات میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود سیّد الانبیاء خاتم المرسلین حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یوں ارشاد فرماتے کہ "خدا کی قسم! یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہو گا؟"۔[۱۷] اَللّٰہُ اَکْبَر!

حضرت عبداللہ بن شیخر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ مَیں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی، جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔[۱۸]

---

[۱۴] عن أبي هريرة رضي الله عنه، رواه البخاري، كذا في المشكاة المصابيح: ۳/۱۴۶۷(۵۳۳۹)، كتاب الرقاق، باب البكاء والخوف، الفصل الاوّل، ط: المكتب الإسلامي بيروت۔

[۱۵] عن أنس رضي الله عنه، متفق عليه، كذا في المشكاة: ۱/۵۲(۱۴۵)، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاوّل۔

[۱۶] سبل الهدىٰ والرشاد للصالحي: ۷/۵۶، جُماع أبواب صفاته المعنوية صلى الله عليه وسلم، الباب الحادي عشر: في خوفه وخشية وتضرعه، ط: دار الكتب العلمية بيروت، بحوالہ شمائلِ کبریٰ: ۵/۱۱۴، ط: زمزم پبلشرز کراچی۔

[۱۷] عن أم العلاء الأنصارية رضي الله عنها، رواه البخاري، كذا في المشكاة: ۳/۱۴۶۷(۵۳۴۰)، كتاب الرقاق، باب البكاء والخوف، الفصل الاوّل۔

[۱۸] شمائل ترمذی، باب ما جاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مع اُردو ترجمہ وشرح خصائلِ نبوی للکاندھلوی: ۳۵۷، ط: مکتبۃ البشریٰ کراچی۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے (رونے اور کراہنے کی وجہ سے) جوش کی آواز ایسی سننے میں آتی' جیسے دیگ سے (اُبلنے اور پکنے کی) آتی ہے، حتیٰ کہ مدینہ کے گلی کوچوں میں سُن پڑتی تھی۔[۱۹]

علامہ مناوی نے لکھاہے کہ یہ رونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وراثت میں ملا تھا۔ ان کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے سینے سے رونے کے گھٹن کی' ہانڈی کے جوش مارنے کے مِثل ایسی آواز سنائی دیتی، جو ایک میل کی مسافت سے سنائی دیتی تھی۔[۲۰] اور لکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قیامت کا ذکر کیا جاتا، تو قیامت کو یاد کر کے اس قدر چیخ مار کر روتے' جیسے گائے ڈَکارتی ہے۔ انبیا اور اَولیا کی بیشتر یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ خوفِ خدا سے چیخ کر روتے ہیں۔[۲۱]

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فرماتے ہیں کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مَیں نے دیکھا کہ رات میں سب آرام کر رہے ہیں' سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، جو ایک درخت کے نیچے نماز پڑھ رہے تھے' اور رو رہے تھے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔[۲۲]

خوفِ خدا کی سات علامات:

چوتھی صدی کے عظیم فقیہ علّامہ ابو اللّیث سمرقندی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خوف سات چیزوں سے ظاہر ہوتا ہے:

(۱) آدمی کی زبان پر اس کا اثر ہوتا ہے؛ وہ جھوٹ، غیبت اور فضول گوئی کو چھوڑ کر' اپنی زبان کو ذکر اللہ، تلاوتِ قرآنِ پاک اور دیگر علمی باتوں میں لگاتا ہے۔

(۲) اپنے پیٹ کے معاملہ میں خوف کھانے لگتا ہے؛ کہ حلال اور پاکیزہ چیز کے سوا کوئی چیز نہیں کھاتا، اور حلال بھی بقدرِ ضرورت کھاتا ہے۔

(۳) اس کی نگاہ پر اثر پڑتا ہے؛ کہ وہ حرام کی طرف اور دُنیا کی طرف رَغبت اور شوق کی نظر

---

[۱۹] عوارف المعارف للسهروردي: ۱۳۸، الباب الثامن والثلاثون: في ذكر آداب الصلاة وأسرارها، ط: دار المعارف القاهرة۔ واتحاف السادة للزبيدي: ۳/ ۲۳، كتاب أسرار الصلاة، ط: مؤسسة التاريخ العربي۔

[۲۰] شرح مناوي: ۱۱۶، بحوالہ شمائلِ کبریٰ: ۵/ ۱۰۹. وعوارف المعارف، احياء علوم الدين، تنبيه المغترين وغيرهم۔

[۲۱] شرح مناوي: ۱۱۷، بحوالہ شمائلِ کبریٰ: ۵/ ۱۰۸، وغیرہ۔

[۲۲] مسند الإمام أحمد: ۲/ ۲۹۹ (۱۰۲۳)، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

سے نہیں دیکھتا، بلکہ جب بھی دیکھتا ہے، عبرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ [یہاں نامحرم عورتوں اور اَمردوں کو دیکھنا مُراد نہیں، کیوں کہ ان کو نگاہِ عبرت سے بھی دیکھنا ناجائز ہے]

(۴) اپنے ہاتھ کے معاملہ میں ڈرنے لگتا ہے؛ کہ کبھی حرام کی طرف نہیں بڑھاتا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طاعت کی طرف پھیلاتا ہے۔

(۵) اپنے قدموں کو اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ کی طرف نہیں چلاتا۔

(۶) اپنے قلب کو باہمی بغض و عداوت اور حسد سے پاک صاف کر کے اپنے مسلمان بھائیوں سے ہمدردی اور شفقت کے جذبات سے معمور کرتا ہے۔

(۷) طاعت و عبادت کر کے بھی رِیا اور نفاق وغیرہ آفات سے ڈرتا رہتا ہے۔[۲۳]

رونا، گڑ گڑانا اور آنسو بہانا:

؎ آنکھیں خدا کے خوف سے جن کی ہیں اَشکبار
دراصل ہیں وہ رحمتِ باری کی آبشار

؎ جو گِرے اِدھر زمیں پر مِرے اشک کے ستارے
تو چمک اُٹھا فلک پر مِری بندگی کا تارا

اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیّت، محبّت و عظمت اور اُس کی یاد میں آنسو بہانا ایک بہت بڑی نعمت ہے، عاشقانِ خدا رونے تڑپنے میں جو سُکون و طمانیت کی دولتِ عظمیٰ پاتے ہیں، اس کا اِدراک اہلِ دُنیا کو نہیں ہو سکتا۔

لذّتِ ذکر ہے قلب و جاں میں
کیسی لذت ہے آہ و فُغاں میں

ہمارے اکابر و اسلاف خوف و خشیّتِ الٰہی، فکرِ آخرت، عشق و محبّت اور معرفت کے جذبے سے سرشار، راتوں کو اُٹھ کر پُھوٹ پُھوٹ کر رونے اور آہیں بھرنے والے تھے۔

یہی عاشقوں کا شیوہ یہی عاشقوں کی عادت
کبھی گِریہ و بُکا ہے کبھی آہِ سرد بھرنا

۲۳۔ تنبیہ الغافلین للسمرقندي: ۳۰۵، باب خوف اللّٰہ تعالیٰ، ط: مکتبۃ الإیمان القاھرۃ۔

کیوں کہ ایک بندے کا ایمان جتنا قوی ہو گا' اتنا ہی اس کے اندر خوف وخشیّتِ الٰہی اور فکرِ آخرت زیادہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سے غافل رہنا، موت کو بھول جانا اور آخرت کی فکر نہ ہونا' درحقیقت ایمان کے ضعف کی علامت اور لمحۂ فکریہ ہے۔ چُناں چہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مومن کا خوف اور اس کا حزن اس کے نُورِ بصیرت کے اندازہ پر ہوتا ہے (بس جس قدر نُورِ بصیرت ہو گا، اتنا ہی خوف وحزن ہو گا)۔[۲۴]

اور حدیث شریف میں ہے کہ مومنوں میں سب سے زیادہ "صادق الایمان" وہ ہے جو دُنیا کے حالات میں سب سے زیادہ غور کرنے (اور ان سے عبرت حاصل کرنے) کا عادی ہو، اور سب سے زیادہ جنّت میں وہ شخص خوش ہو گا' جو سب سے زیادہ دُنیا میں (اپنے اعمال اور سُوئے خاتمہ کے خوف سے) روتا ہے۔[۲۵] (جاری ہے)

درخواست برائے دُعائے صحت

مجلّہ التربیۃ کے بانی، پیرِ طریقت عارفِ وقت حضرتِ اقدس شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب دامت برکاتہم کی طبیعت آج کل کچھ ناساز رہتی ہے، محترم قارئین سے حضرت کی مکمل صحت یابی کے لیے دُعاؤں کی درخواست ہے۔

(بقیہ صفحہ ۳۲) سفر پر یا عمرہ کہا ملاقات ہوئی میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا ایسے سلام نہیں لیتے جاؤ اور دوبارہ واپس آؤ اور سلام کرو، میں سمجھ گیا اور دوبارہ سلام کیا تو آپ نے فرمایا اب ٹھیک ہے، اب جاؤ اور دوسروں کو سکھاؤ۔

اس مجلس کو دیکھ کر مجھے حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمۃ اللہ علیہ کی بات یاد آئی۔ آپ مدرسہ حقانیہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے "پاکستان کا تھانہ بھون" مجھے بھی اس مجلس کو دیکھ کر یہی محسوس ہوا کہ تھانہ بھون کا سب سے زیادہ اثر پاکستان کے اس مرکز پر ہوا۔ نام بھی "خانقاہ اشرفیہ، اختریہ، مقیمیہ" اور کام بھی اشرف۔ یہ سب حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کا فیض ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خانقاہ کے کام کو تمام عالم میں عام فرمائے اور فیضِ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ یونہی پھیلتا رہے۔ آمین یا رب العالمین

---

۲۴ تنبیہ المغترین للشعرانی: ۸۴، الباب الاوّل، اُردو ترجمہ احوالِ صادقین: ۱۳۶۔

۲۵ المرجع السابق، اُردو ترجمہ: ۱۳۵۔

خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ میں فیض تھانوی

مولانا محمد آصف انبالوی (مدرس صیانۃ العلوم لاہور)

۲۸ فروری ۲۰۱۶ء کو ضلع سرگودھا کے قصبہ میں حضرت قاری محمد عبید اللہ ساجد صاحب کی دعوت پر فاروقہ کی خانقاہ اختریہ مقیمیہ میں حاضری ہوئی۔ عشاء کی نماز کے وقت خانقاہ کی مسجد میں حضرت ابن فقیہ العصر مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم کی اقتدا میں نماز عشاء پڑھی، نماز کے بعد مختلف علما سے ملاقاتیں ہوئیں۔ فاروقہ میں اس نوعیت کا اجتماع پہلے شاید کبھی نہ ہوا تھا بلکہ شاید نہیں یقیناً ایسا اجتماع پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

لاہور، سرگودھا شہر، گجرانوالہ اور ڈیرہ اسمٰعیل خان سے علما وسالکین کی آمد تھی، محترم ومکرم جناب قاری صاحب مدظلہم کے مریدین جو نہایت متواضع اور بات کرنے میں نہایت مؤدب نظر آئے سب سے بڑھ کر مریدین کا لباس اور باشرع چہرے دیکھنے والے کو بہت متاثر کر رہے تھے۔ یہ تو مریدین تھے اس سے بڑھ کر اس مجلس کی سب سے بڑی خاصیت یہ تھی کہ تھانوی سلسلہ کے دو عظیم بزرگ اس مجلس میں موجود رہے اور اس مجلس میں علم وحکمت کے دریا بہاتے رہے۔ جس کی مختصر روئیداد قلم بند کرتا ہوں۔

اس مجلس کا باقاعدہ آغاز کتاب اللہ کی تلاوت سے ہوا۔ تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کرنے والے پیر جی قاری عبید اللہ ساجد صاحب کے بڑے صاحبزادے جناب قاری حماد اللہ ساجد صاحب تھے نہایت ہی عمدہ انداز میں تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی۔ تلاوت کے بعد نعت شریف کا سلسلہ شروع ہوا مختلف نعت پڑھنے والوں نے نعت پڑھی، حمد ونعت کی سعادت حاصل کرنے والوں میں حضرت قاری عبید اللہ ساجد صاحب کے مریدین بھی تھے (ان مریدین کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اپنے پیر اور دادا پیر حضرت ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب مدظلہ کی موجودگی میں نعت پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی)۔

حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم کی سرپرستی:

حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہم نے سرپرستی کا حق ادا کر دیا مجلس شروع ہوئی، حضرت اسٹیج پر

پہنچے اور تقریباً مسلسل تین گھنٹے (باوجود اس کمزوری کے جو بڑھاپے کی وجہ سے تھی) بیٹھے رہے۔ پھر مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم نے باہر سے آئے ہوئے طلباء وعلماء کو اجازات سے نوازا۔

راقم کو ۱۵ مئی ۲۰۱۳ء کو حضرت نے شمائل شروع کروائی تھی، اس کے علاوہ بخاری شریف بھی حضرت ہی سے پڑھی اور تمام کتب حدیث کی اجازات حضرت نے اول وآخر پڑھوا کر بروز منگل ۱۱ رجب ۱۴۳۴ھ بمطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۳ء کو عطا فرمائی تھی۔ اس مجلس میں پھر سے شامل ہوا تا کہ برکات حاصل کرسکوں۔ ڈاکٹر صاحب کی سرپرستی میں حضرت مفتی صاحب نے مسلسلات کی اجازت عطا فرمائی۔

سب سے پہلے (۱) "المسلسل بالاولیة" حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پڑھی اور ترجمہ بھی کیا تا کہ عوام الناس کو بھی سمجھ آسکے۔

(۲) "المسلسل بالمصافحة" کی اجازت دیتے ہوئے جب حدیث پاک کے ان الفاظ پر پہنچے "فَلَمْ اَرَ خَزّاً ،وَلا قَزّاً كَالْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ" تو آپ کی آنکھیں آبدیدہ ہوگئیں، اور چند لمحات کے لئے آپ خاموش ہوگئے آپ کی اس خاموشی نے سارے مجمع پر ایک عجیب سی کیفیت طاری کردی

(۳) "المسلسل بالمشابكة" ہر ہر طالب علم سے تشبیک کی اور اجازت عطا فرمائی۔

(۴) "المسلسل بالضيافة على الاسودين " کی اجازت عطا فرمائی، اس موقع پر آبِ زم زم اور کھجوروں سے ضیافت بھی فرمائی۔

خود حضرت عبیداللہ ساجد صاحب نے بتایا کہ یہ کھجوریں وہی ہیں جو مفتی صاحب عمرہ کے سفر سے واپسی پر لائے تھے۔

(۵) "المسلسل بسورة الصف " کی اجازت عطا فرمائی اور مکمل سورت کی تلاوت فرمائی۔

(٦) "المسلسل بوضع اليد على الراس" کی اجازت بھی عطا فرمائی۔

(۷) "المسلسل بالقبض على اللحية " کی اجازت بھی عطا فرمائی۔

اور یہ سارا معاملہ ایک عوامی جلسہ میں ہوا لوگ بہت تعجب کرتے اور ایک عجیب قسم کی خوشی محسوس کرتے رہے۔

آخر میں حضرت مفتی صاحب نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مد کی شبیہ کی زیارت کروائی۔ حضرت مفتی صاحب کو یہ مد اور اس کی اجازت شیخ ابوحمزہ ناصر بن محمد نے عنایت فرمایا تھا۔ مد پر مکمل سند لکھی ہوئی تھی۔ مفتی صاحب نے بتایا کہ شیخ ابوحمزہ نے ابوداؤد شریف مکمل سنا کر مجھ ابو داؤد شریف کی سند بھی حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک بچے (اسامہ بن خلیل) کا قرآن حفظ مکمل ہوا تھا، حضرت مفتی صاحب نے اس بچے کو قرآن مجید کا آخری سبق پڑھایا۔

اس مجلس کے اختتام پر حضرت ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب نے دعا فرمائی، یوں یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اور مسجد میں ہی تذکرہ شیوخِ سلسلہ تھانوی شروع ہوا، اکابر کا تذکرہ کرتے رہے۔

کھانے پر میزبان کی اصلاح:

مجلس کے بعد کھانے کا انتظام خانقاہ کے قریب ایک گھر میں تھا۔ ڈاکٹر صاحب، مفتی صاحب اور دیگر علما کے ساتھ جب دستر خوان پر پہنچے تو کھانا دستر خوان پر مہمانوں کا منتظر تھا ڈاکٹر صاحب نے شیخ عبیداللہ ساجد صاحب کے بڑے صاحبزادے کو بہت خوبصورت انداز میں یہ بات ارشاد فرمائی کہ کھانا پہلے لگا دینا یہ کھانے کی بے ادبی ہے۔ لہٰذا جب کھانے والے پہنچ جائیں تب کھانا لگایا جائے۔

اس کے بعد حضرت شاہ ابرارالحق علیہ الرحمۃ کا تذکرہ شروع ہوا۔ مفتی صاحب فرمانے لگے کہ حضرت تو خلاف سنت کام برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے، جہاں کسی کو خلاف سنت کام کرتے دیکھتے اس کو فوراً روک دیتے۔ اس پر ڈاکٹر صاحب دامت برکاتہم نے ایک واقعہ سنایا۔ کہ نماز پڑھانے کے لیے حضرت تشریف لائے تو ایک صاحب نے اقامت شروع کی آپ نے فوراً روک دیا اور دوسرے صاحب سے فرمایا: تم پڑھو۔ انہوں نے بھی خلاف سنت پڑھا تو فرمایا کوئی اور پڑھے۔ میں نے پڑھی دل تو ڈر ہی رہا تھا مگر حضرت کے ہاں سے پاس ہو ہی گئی،۔ بعد میں جو قریب تھے انہوں نے مجھے کہا: ڈاکٹر صاحب اگر آج آپ نہ ہوتے تو ہم بھی پھنس جاتے۔

ساتھ ہی مفتی حبیب اللہ صاحب نے اپنی بات شروع کی اور بتایا، کہ حج کے (باقی صفحہ ۲۹ پر)

مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان رجسٹرڈ لاہور کا سالانہ
سہ روزہ
اجتماع
تربیتی اصلاحی
بمقام
جامعہ اشرفیہ
فیروزپور روڈ لاہور
3 جمعہ
4 ہفتہ
5 اتوار
مارچ 2017
مورخہ 4 مارچ بروز ہفتہ
جامعہ اشرفیہ کے فضلاء کی
دستار بندی ہوگی ان شاء اللہ
بعد نماز عشاء
نوٹ
شرکت کے لیے باہر سے تشریف لانیوالے حضرات کا قیام طعام جامعہ میں ہوگا
موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں
جسمیں
حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہ
کے سلسلہ کے مجازین خلفاء کرام اور دیگر اکابر علماء کرام ومشائخ عظام شرکت فرمائیں
اس سہ روزہ اجتماع
کے دوران روزانہ بعد نماز عصر
حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے خلفائے کرام کی مجالس کا
خصوصی اہتمام ہوگا ۔۔۔۔۔۔ اہل عقیدت سے شرکت کی درخواست ہے
منجانب
مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان رجسٹرڈ لاہور
0300-8439617
0321-4050123

التربیت
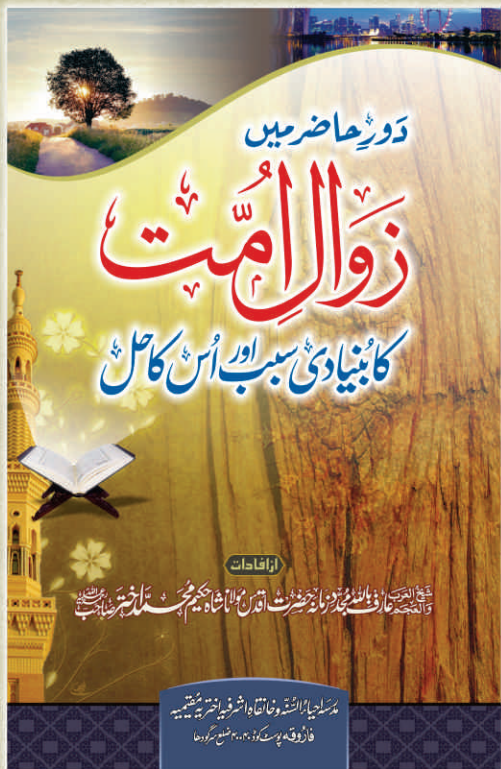
دینی کتابوں کی نشرواشاعت میں تعاون کرنا ایک عظیم صدقۂ جاریہ اور معاون کے لیے خزانۂ آخرت ہے۔ زیرِنظر اہم کتاب مصارِف نہ ہونے کے سبب چھپنے سے رُکی ہوئی ہے۔ اگر کوئی صاحب اس خیر کے سلسلہ میں تعاون کرکے اپنے لیے یا اپنے پیارے مرحومین کے لیے ذخیرۂ آخرت بنانا چاہتے ہوں تو اِدارہ سے رابطہ کرسکتے ہیں۔

موجودہ حالات کے پیشِ نظر مسلمانوں کے لیے ایک اہم، مفید، پُراثر اور راہنما کتاب

”دورِ حاضر میں زوالِ اُمّت کا بنیادی سبب اور اُس کا حل“

ازافادات:

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! مواعظِ حسنہ و دیگر اصلاحی رسائل خانقاہ سے مفت تقسیم کیے جاتے ہیں، لیکن مفت چھپتے نہیں ہیں بلکہ ان کی اشاعت پر زرِ کثیر خرچ ہوتا ہے۔ آپ بھی اس میں حصہ لے کر اپنے اور اپنے مرحومین کے لیے صدقۂ جاریہ بنا سکتے ہیں۔